وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّه‘ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۔ ترجمہ (جب کہ ابراہیم کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا تو وہ پورے اُترے اللہ نے فرمایا میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا ابراہیم نے عرض کیا میری اولاد میں سے بھی (پیشوا بنا دینا) اللہ نے فرمایا میرا اقرار ظالموں کو حاصل (مفید) نہ ہوگا۔

"واذ ابتلی ابراهیم ربه" میں ابتلاء کے معنی اختبار یعنی آزمائش کے ہیں۔ سہیلی کا قول ہے کہ سریانی اور عربی زبان میں اکثر اتفاق یا تقارب واقع ہوا ہے یعنی یہ دونوں زبانیں اکثر لفظ و معنی میں متفق اور مخرج کے اعتبار سے قریب ہیں چنانچہ ابراہیم کے لفظ کی تفسیر اب' راحم' یعنی رحمدل باپ کی گئی ہے کیونکہ ابراہیم اور ان کی زوجہ سارہ مومنین کے بچوں کے کفیل تھے یہ تقریر ابوسعود کی ہے۔ میں کہتا ہوں (قول مفسر علامؒ) کہ تقارب سریانی کا قول عربی کے ساتھ قابل غور و تامل ہے جب تک سریانی زبان کے لغات و محاورات کی طرف رجوع نہ ہوں یہ تسلیم نہیں کیا جاسکے گا کہ ابراہیم کے معنی سریانی زبان میں اب" راحم" کے ہیں صحیح یہ ہے کہ یہ اسم اعجمی ہے سیبویہ کا قول ہے کہ اعلام کل کے کل منقولات ہیں۔ جمہور کا قول ہے کہ بعض اعلام منقول ہیں علامہ رضی کہتے ہیں کہ اکثر منقول ہیں بہرحال لفظ ابراہیم جو علم ہے وہ منقول ہو یا معنی حقیقی پر مرتجل تفسیر مذکور کی بنا پر مخالف تحقیق تو ہوگا لیکن یہ احتمال دیگر احتمالات سے احسن ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام طبعاً مہربان اور کمسن بچوں پر رحم کرتے تھے ۔ مورخین کہتے ہیں کہ ابراہیم تارخ کے بیٹے تھے جس کو آذر بن ناحور کہتے تھے آپ کا مولد شہر سوس ہے لیکن آپ کے باپ نے آپ کو سرزمین بابل کی طرف لے آیا جہاں نمرود بن کنعان بادشاہ تھا۔

آیت "بکلمات فاتمهن" میں کلمات کی نسبت مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو سات چیزوں میں آزمایا وہ یہ ہیں شمس، قمر، نجوم، بڑی عمر میں ختنہ کرنا، نار نمرود، بیٹے کو ذبح کرنا اور ہجرت۔ آپ ان تمام باتوں میں پورے اترے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو دس چیزوں میں آزمایا۔ مونچھیں کتروانا، کلی کرنا، ناک میں پانی لیکر ناک صاف کرنا، مسواک کرنا، سر کے بالوں کی بیچ سے مانگ نکالنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال دور کرنا، موے زیر ناف کی اصلاح، ختنہ کرنا، پانی وغیرہ سے استنجا کرنا۔ یہ سب اشیاء فطری ہیں۔ میں کہتا ہوں (قول مفسر علامؒ) کہ ان اشیاء میں بجز ختنہ کے کوئی شئی ایسی نہیں ہے جو معنی ابتلا یا آزمایش کی صحت ظاہر کرے کیونکہ ابتلاء تعمیل حکم کے لحاظ سے تکلیف و شدت کو مقتضی ہے۔ ہم نے اوپر جن سات چیزوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے ہر ایک میں قطعاً تکلیف و ابتلاء ہے۔ واللہ اعلم

" انی جاعلک للناس اماماً" میں امام اسم ہے اس شخص کا جس کی اقتدا کی جائے اور یہ معنی تمام ایمہ کو شامل ہیں عام ازیں کہ وہ ائمہ علوم ہوں یا ائمہ دین۔امام کی دو قسمیں ہیں اولاً وہ امام جو معصوم عن الخطا ہو ثانیاً وہ امام جو خطا سے معصوم نہ ہو۔ پہلی قسم کا امام نبی یا خلیفۃ اللہ ہوتا ہے دوسری قسم کا امام جس کا تعلق دین اور شرع سے ہو وہ مجتہد و محقق فی الدین ہوتا ہے اس کے لئے امور فرعیہ دین میں تصرف کرنا جائز ہے اور لوگوں کے لئے اس کی اقتدا واجب ہے۔اس آیت میں امام سے مراد نبی ہے ایک نبی امام کو بعض شرائع میں دوسرے امام کا ماموم یا مقتدی ہونا جائز ہے جیسے رسول اللہ ﷺ ابراہیم علیہ السلام کے مقتدی تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" واتبع ملة ابراهیم حنیفا"(النساء .۱۲۵) (یعنی اے محمد تم ابراہیم کی پیروی کرو جو دین میں سچے اور مائل و ثابت بحق تھے۔علاوہ ازیں رسول اللہ صلعم و نیز انبیاء علیہم السلام کے شرائع کے بھی مقتدی تھے جو اصول اور بعض فروع سے متعلق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اٹھارہ پیغمبروں کی سیرت کا ذکر کرکے فرمایا ہے" فبهدا هم اقتده"(الأنعام .۹۰) (یعنی اے محمد تم ان پیغمبروں کی ہدایت کی پیروی کرو) لہذا رسول اللہ صلعم باوجود اس کے کہ تمام انبیاء و مرسلین کے امام اور مقام محمود میں ان سب کے مقدم تھے مگر آپ نے ملۃ ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے شرائع کی اقتداء فرمائی ہے۔

امام رازی نے جو بیان کیا ہے کہ اگر ایک امام دوسرے رسول کا تابع ہو تو وہ اس رسول کا ماموم و مقتدی ہوگا نہ کہ امام ہمارے مذکورہ بالا بیان سے یہ عموم باطل اور قابل قبول نہیں ہے۔حاصل یہ ہے امام معصوم عام ازیں کہ نبی ہو یا خلیفۃ اللہ لوگوں کو چاہئے کہ اس پر ایمان لائے اور اس کی بیعت کرے۔امام غیر معصوم کی اقتدا ان امور میں واجب ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہوں لیکن اس کے سواء واجب نہیں عامی کے لئے اس شخص کی اتباع جو درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو صرف جائز ہے

"قال و من ذریتی قال لا ینال عهدی الظالمین" میں قال کے فاعل ابراہیم علیہ السلام ہیں۔من ذریتی کے معنی اجعل من اولادی ائمةً یقتدی بهم کے ہیں یعنی ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب میری اولاد میں بھی ائمہ کو پیدا کر جن کی اقتدا کی جائے۔لاینال سے پہلے قال کا فاعل اللہ تعالیٰ اور عهد سے مراد امامت ہے۔ظالمین کے معنی عاصین یعنی گنہگاروں کے ہیں۔یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اولاد ابراہیم کے تمام لوگوں کو اتقیا یعنی پرہیز گار رہنا واجب نہیں ہے جائز ہے کہ ان میں کے بعض عاصی اس امامت کی صلاحیت نہ رکھیں جو بمعنی نبوت و خلافت الٰہیہ ہے۔اسی آیت میں کوئی ایسی شئی نہیں ہے جو مطلقاً ابراہیم کی اولاد میں نفی امامت پر دلالت کرے جو شخص بھی موصوف بصفت ظلم ہوگا اس کو امامت نہیں ملے گی۔ جو شخص صفت ظلم سے موصوف نہ ہوگا جائز ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نبوت اور خلافت الٰہیہ کے لئے منتخب کرے۔

وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمۡنًا وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّی وَ عَهِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَهِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡعٰکِفِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ ترجمہ:(اور جب ہم نے لوگوں کے لئے کعبہ کو ثواب اور امن کی جگہ بنایا اور (حکم دیا کہ) جس مقام پر ابراہیم کھڑے ہوئے تھے اس کو نماز کی